دین کی نصرت وحفاظت

قارئین کی طرح ہماری بھی خواہش رہتی ہے کہ ہر شمارہ میں حضرت مدظلہ کے ارشادات وخطبات شامل ہوں مگر ایک عرصہ سے حضرت بوجہ ضعف وعلالت خطبۂ جمعہ اور تقریر جمعہ نہیں کر سکتے بلکہ مولانا سمیع الحق صاحب یہ فریضہ انجام دیتے ہیں۔ ایک عرصہ بعد حضرت نے مختصراً اپنی مسجد میں خطبۂ جمعہ سے قبل حسب ذیل خطاب فرمایا جب بھی حضرت مدظلہ کی گرانمایہ ارشادات وافادات ملتے ہیں ہم اسکی اشاعت سے دریغ نہیں کرتے۔ (ادارہ)

(خطبہ مسنونہ کے بعد) الا تنصروہ فقد نصرہ اللہ اذ اخرجہ الذین کفروا ثانی اثنین اذ ھما فی الغار اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا۔ الآیہ۔

محترم بزرگو! یاد رکھیں کہ دین واسلام اپنی حفاظت میں ہمارا محتاج نہیں بلکہ ہم اگر اپنی حاجات کو پورا کرنا چاہیں اور زندگی کو بہتر طریقہ سے گزارنے کے خواہاں ہوں تو قرآن واسلام کے دامن کے نیچے آکر ہم بھی محفوظ ہو سکتے ہیں۔ رب العزت کا ارشاد ہے: یمنون علیک ان اسلموا قل لا تمنوا علیّ اسلامکم بل اللہ یمن علیکم ان ھدٰکم للاسلام۔ الآیہ۔ یعنی اپنا اسلام مجھ پر منت جتلاؤ بلکہ تم لوگ خدا کا شکر ادا کرو کہ اس ذات برحق نے تم کو اسلام لانے کی توفیق سے نوازا۔ رب العزت کے دین کی بقاء اور حفاظت کیلئے کروڑہا مخلوق موجود ہے۔ ارشاد باری ہے: انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔ یعنی کہ پیغمبرؐ اور مذہب میں نے بھیجا ہے۔ اور میں ہی اسکی حفاظت کروں گا۔ جیسے کہ آپ کو معلوم ہے کہ اس سائنسی دور میں جنگ راکٹوں، جہازوں اور بموں کے ذریعہ سے کی جاتی ہے۔ اس دور میں مثلاً ایک ملک جنگ کی حالت میں ہے اور ملک کے ہر حصہ پر دشمن کے حملہ کا خطرہ ہے اور بادشاہ وقت ایک مقررہ شہر کے بارہ میں اعلان کردے کہ فلاں شہر میرے حفاظت میں ہے، اور اس پر حملہ کرنا دشمن کیلئے ناممکن ہے کیونکہ اس کے اردگرد اسکی حفاظت اور

حملے سے بچاؤ کیلئے ہر طرح کے اسباب مہیا کئے گئے ہیں تو اس شہر کے باہر کے لوگ اگر اپنی حفاظت چاہیں گے تو وہ بھی دوڑ کر اس شہر کی آغوش میں پناہ لیں گے تاکہ دشمن کے ضرر اور حملے سے بچ سکیں۔ کیونکہ ہر کوئی یہی سوچے گا کہ اسکی حفاظت کی ذمہ داری ایک بادشاہ جو دنیاوی بادشاہ ہے نے لے رکھی ہے۔ اس لئے یہی بہتر پناہ گاہ ثابت ہو سکتی ہے۔

تو محترم بھائیو جس چیز یعنی دین، اسلام اور قرآن کی حفاظت کی ذمہ داری جب مالک الملک اور بادشاہ حقیقی نے لی ہے۔ تو اسکو کوئی کیسے نقصان پہنچا سکے گا۔ بلکہ جو کوئی اپنے آپ کو مصیبت سے بچانا چاہے، اسکو چاہیئے کہ اسی اسلام و قرآن کے سایہ میں آکر اپنے آپ کو ہر قسم کے دنیاوی واخروی مصائب سے بچائے۔

تورات و زبور و انجیل و دیگر انبیاء پر جو کتابیں نازل ہوئی ہیں ان کا کوئی حافظ روئے زمین پر موجود نہیں۔ حالانکہ اس دور میں ان کتابوں کے ماننے والوں نے ان کتابوں کی اشاعت کیلئے ہزاروں مشنری ادارے قائم کئے۔ اربوں روپے اور ڈالر خرچ کر رہے ہیں اس کے باوجود ان کا حافظ ملنا تو درکنار ابھی تک یہ بھی یقینی معلوم نہیں کہ یہ کس زبان میں نازل ہوئی ہیں، اس کے برعکس قرآن کا ذمہ چونکہ اللہ رب العزت نے خود لیا ہے، تو کچھ عرصہ قبل جب قرآن کے حفاظ گنے گئے تو تعداد قریباً ۱۴ لاکھ تک پہنچ گئی ـــ کیا حفاظت دین کے ثبوت کیلئے یہ بات کم ہے۔

محترم بھائیو! ایسے بیشمار واقعات موجود ہیں کہ حق تعالیٰ نے انتہائی نازک مواقع میں اسلام کی حفاظت اعلیٰ طریقہ سے کی ہے جسکو سن کر انسانی عقل حیران رہ جاتی ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ حضور صلعم کی بعثت کے بعد پورے عالم کے کفار بالعموم اور کفار مکہ بالخصوص حضورؐ کے دشمن بن کر ایک رات حضرتؐ کو شہید کرنے کا ارادہ کر بیٹھے۔ نبی کریمؐ کو رب العزت نے اس موقع پر مدینہ ہجرت کرنے کا فرمایا چنانچہ حضورؐ مدینہ روانہ ہوئے۔ کفار مکہ کو جب حضورؐ کے مکہ سے بچ نکلنے کا معلوم ہوا تو انتہائی غیض و غضب کی حالت میں حضورؐ کی تلاش شروع کر دی حتیٰ کہ ابوجہل سردار مکہ نے اعلان کیا کہ جس کسی نے نبی صلعم اور اس کے ساتھی حضرت ابوبکرؓ کو گرفتار کیا اس کو سو سو اونٹ انعام دیا جائیگا۔ اونٹ اس دور کا ایسا قیمتی مال تھا جیسے اس دور میں بیش قیمت کاریں۔

چنانچہ سراقہ بن مالک جو خود بھی قبیلہ کے سردار اور اس وقت غیر مسلم تھے، قصہ بیان کر رہے ہیں کہ میں اپنے قبیلہ کی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا گفتگو جاری تھی کہ ایک آدمی نے باہر سے مجلس میں آکر مجھے کہا کہ اس راستہ پر دو آدمی اونٹوں پر سوار گزرے ہیں اور میرا خیال ہے کہ وہ حضور صلعم اور اس کے ساتھی

ہیں، تو کیا میرا یہ خیال درست ہے، سراقہ کہتے ہیں کہ میرا یقین تھا کہ یہ نبی صلعم اور ان کے ساتھی ہونگے۔ مگر اس خوف سے کہ اگر اسی مجلس میں میں نے اس آدمی کی بات کی تصدیق کی تو سارے ہم مجلس میرے ساتھ نبی صلعم کی تلاش میں لگ جائیں گے اور حضور کے ہاتھ آنے کی صورت میں انعام صرف مجھے نہیں بلکہ سب میں تقسیم ہوگا۔ میں نے اس خوف سے اس آدمی کو ڈانٹ کر کہا کہ ویسے کہہ رہے ہو، تمہاری بات غلط ہے۔ وہ اس راستے سے کیسے گزر سکتے ہیں۔ اس آدمی کو خاموش کرنے کے بعد میں نے کچھ توقف کے بعد ادھر اُدھر دیکھا کہ اہل مجلس مصروف گفتگو ہیں اور کسی کا دھیان میری جانب نہیں تو چپکے سے مجلس سے اُٹھ کر حضور صلعم کی تلاش میں نکلنے کا قصد کیا۔ مجلس سے نکلنے میں پوری رازداری برتی تاکہ کوئی دوسرا مجھے دیکھ کر میرے ساتھ باہر اس مقصد کیلئے نہ آئے اور شریک انعام نہ ہو، پہلے گھر جاکر اپنے بیٹے اور غلام کو مختصراً سمجھا دیا کہ میری تلوار اور نیزہ وغیرہ اس طریقہ سے مجھے پہنچا دیں کہ کسی کو معلوم نہ ہوسکے۔ چنانچہ وہ ہتھیار مجھ تک لے آئے۔ اپنے علاقہ سے ذرا دور نکل کر میں نے بیٹے اور غلام سے تلوار اور نیزہ لے لیا اور ان کو یہ تاکید کرکے واپس رخصت کر دیا کہ کسی کو یہ معلوم نہ ہو کہ میں کس کی تلاش میں نکلا ہوں۔ اس کے بعد میں نے حضور کی تلاش میں گھوڑا تیزی سے دوڑایا، کیا دیکھتا ہوں کہ کچھ فاصلہ پر دو آدمی اونٹوں پر سوار ہیں، قریب ہونے پر معلوم ہوا کہ ایک نبی صلعم اور دوسرے حضرت ابوبکر ہیں۔ اتنے میں ابوبکر کو یہ محسوس ہوا کہ میں ان کا پیچھا کر رہا ہوں اور حضور شان بے نیازی سے آگے کی طرف روانہ تھے۔ جب میں ان کی گرفتاری کے لئے ان کے بالکل قریب ہوا تو اچانک زمین پھٹ گئی اسی طرح جیسے قارون کیلئے پھٹ گئی تھی۔ اور میرا گھوڑا خشک زمین میں دھنس گیا۔ میں اپنے اور گھوڑے کی اس خطرناک حالت کو دیکھ کر حیران ہوا اور گھبرا کر میں نے حضور کو آواز دی کہ مجھے معاف فرما دیں اور میرے بچنے کے لئے دعا فرما دیں۔

حضور صلعم تو رحمۃ للعالمین ہیں جیسا کہ ارشاد باری ہے: وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین۔ حضور صلعم نے دعا کی کہ خدایا اسکو غرق ہونے سے بچا، گھوڑا فوراً زمین سے باہر نکلا۔ محترم بھائیو! آپ نے دیکھا کہ سارے کفار حضورؐ کو شہید کرنا چاہتے ہیں اور سراقہ اس منزل کے بالکل قریب پہنچ چکا ہے۔ مگر ایسے نازک موقع پر خدا نے پھر بھی حفاظت کی۔ سراقہ کہتا ہے کہ کچھ دیر تو میں پریشان رہا، پھر جلدی پریشانی زائل ہوکر مجھے انعام کی حرص میں خیال آیا کہ یہ دھنسنا اتفاقاً ہوا ہوگا۔ ایک بار پھر حضورؐ کی گرفتاری کی کوشش کرنی چاہیئے، چنانچہ پھر ان دونوں کے پیچھے اپنے گھوڑے کو دوڑایا۔ دوسری بار بھی جب ان کے قریب پہنچا تو گھوڑا پہلے سے بھی زیادہ زمین میں دھنس گیا، پھر پہلے کی طرح غرق ہونے کے خوف سے توبہ

کی اور حضورؐ سے معافی کی التجاء اور غرق ہونے سے بچانے کے لیئے دعا کی درخواست کی۔ حضورؐ نے دعا فرمائی اور گھوڑا پھر زمین سے نکل آیا۔ تیسری بار پھر اس واقعہ کو اتفاقی سمجھ کر انعام حاصل کرنے کے اس سنہری موقع سے فائدہ اٹھانے کے لیئے گھوڑا ان کے تعاقب میں دوڑایا۔ مگر جب ان کو گرفتار کرنے کی منزل قریب ہوئی تو اس مرتبہ اس سے بھی زیادہ گھوڑا زمین میں غرق ہوا۔ اب میں سمجھا کہ یہ سب کچھ محض اتفاق نہیں۔ اب صدق دل سے توبہ کی حضورؐ سے معاف کرنے کی درخواست کی اور ساتھ یہ بھی عرض کیا کہ حضورؐ مجھے بچادیں، اب آپ کی حفاظت اور چوکیداری میرے ذمہ ہے۔ حضورؐ کی دعا سے گھوڑا زمین سے نکل آیا اور میں نے بھی دل میں آئندہ ایسی مذموم حرکت نہ کرنے کا مصمم ارادہ کرلیا اور ہاتھ جوڑ کر حضورؐ سے امن کی درخواست کی۔ حضورؐ نے ابوبکر کو فرمایا کہ سراقہ کو امن کا پیغام لکھ کر دیدیں ساتھ ہی حضورؐ نے سراقہ کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ اے سراقہ تو ایسی مذموم حرکت کر رہا ہے۔ حالانکہ میں تمہارے سر پر کسریٰ بادشاہ کا تاج دیکھ رہا ہوں۔ میں نے حیرت سے پوچھا کون سا کسریٰ؟ کیا شاہ ایران؟ حضورؐ نے فرمایا ہاں اسی شاہِ ایران کا تاج۔ حیرت کی وجہ یہ تھی کہ کسریٰ اس دور کے سب سربراہان سے بلند تھا۔

بہرحال قدرت کی حفاظت کو دیکھیئے کہ مکہ سے مدینہ جانے والے ہر راستہ کی طرح اس راستہ پر بھی سینکڑوں کفار حضورؐ کی تلاش میں پھیلے ہوتے ہیں مگر جو بھی ادھر آتا ہے سراقہ اس کو دیکھتے ہی واپس کر دیتا ہے۔ اور کہہ دیتا ہے کہ کیا میں حضورؐ کی گرفتاری کے لیئے کم ہوں۔

اب حضورؐ نہایت سکون واطمینان سے مدینہ روانہ ہوتے ہیں اور یہ راستہ دشمن سے بالکل صاف اور خالی ہے اور اسکی حفاظت کرنے والا اس وقت کے کفار کا بہت بڑا سردار سراقہ بن مالک ہے۔

حضرت عمرؓ کے دور میں ایران فتح ہوا تو کسریٰ کا وہ بیش قیمت تاج جس کے بارہ میں حضورؐ نے سراقہ کو پیش گوئی کی تھی بمعہ ساری دولت وتخت، کے مسلمانوں کے قبضہ میں آکر مدینہ لایا گیا۔ جب کفار کے یہ خزائن مدینہ پہنچے تو مسلمان اس دولت کو دیکھ کر اس مال کی بے ثباتی پر ہنس رہے تھے کہ اس بیش قیمت مال ومتاع نے اُن کو کیا فائدہ پہنچایا۔ مسلمان کسریٰ کے تاج کو حقارت سے ٹھوکریں مار رہے تھے اس موقع پر سراقہ بھی جو کافی عرصہ سے مسلمان ہوچکے تھے، بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت عمرؓ نے اسکو بلا کر فرمایا کہ مجھے حضورؐ کی ہجرت مدینہ کی وہ بات یاد آرہی ہے کہ اے سراقہ میں تیرے سر پر کسریٰ کا تاج دیکھ رہا ہوں اس لیئے اب آکر یہ تاج پہن لے۔ اور اس طرح حضورؐ کی پیشگی خوشخبری پوری ہوگئی۔

جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ اس وقت مسلمان کم اور کفار زیادہ اور طاقتور تھے مگر مسلمان دین پر مکمل طور عمل پیرا تھے تو خدا نے دین و مسلمان دونوں کی حفاظت فرمائی۔ اس لیئے اگر ہم بھی دین پر عمل کریں

اورکم ازکم رمضان المبارک کے بابرکت اور پرانوار مہینہ میں جوکہ ایک دو روز میں آنے والا ہے ۔ یہ وہ مہینہ ہے جس میں نیکیوں کا اجر کئی گنا بڑھ جاتا ہے۔ تو انشاء اللہ رب العزت ہم گنہگاروں کو بھی اپنی اعانت سے نوازیں گے۔

رب العزت گلہ کے طور پر فرماتے ہیں کہ اے لوگو اگر حضورؐ کے دین کا اتباع کروگے تو تم بھی کامیاب ہوگے۔ ان تنصروا اللہ ینصرکم ۔ اور اگر اس میں سستی کی تو یاد رکھو دین ختم نہ ہوگا۔ بلکہ اسکی حفاظت کیلئے غیر مسلم پیدا ہو جائیگا۔

جنگ خیبر میں ایک آدمی کے ہاتھ میں تلوار تھی اور جس یہودی کو دیکھتا قتل کر دیتا۔ دن کی لڑائی کے بعد رات کو صحابہؓ حضورؐ کے ساتھ بیٹھ کر اور یہ گفتگو کے دوران پوچھنے لگے کہ کون زیادہ بہادری اور جرأت سے لڑا۔ کئی صحابہؓ نے اس آدمی کا نام لیا کہ اس نے آج بہت سے یہودیوں کو قتل کر کے خوب بہادری سے جنگ کی ہے۔ مگر حضورؐ نے اس آدمی کے بارہ میں فرمایا کہ وہ تو دوزخی ہے۔ صحابہؓ حیران ہوئے کہ اتنے بے جگری سے جنگ کرنے والا کیسے جہنمی ہے تو ایک صحابی بطور مخبر اس آدمی کے پیچھے لگا تو اس نے دیکھا کہ وہ آدمی ایک مقام پر جنگ میں زخمی ہوا جس کے بعد اس نے اپنا نیزہ زمین پر گاڑھ کر اپنا سارا زور اس پر صرف کیا جس سے وہ ہلاک ہوگیا۔ اس صحابیؓ نے جب یہ دیکھا کہ اس نے خودکشی کی ہے اور خودکشی کی سزا جہنم ہے تو حضورؐ کی خدمت میں دوڑ کر آئے اور کہا اشہد ان لا الہ الا ۔ الخ کہ آپ نے رات کو جس آدمی کے بارہ میں فرمایا تھا کہ وہ جہنمی ہے، تو واقعی اس کا انجام جہنمیوں والا ہوا۔

پہلے تو حضورؐ کے فرمانے پر سارے صحابہؓ حیران تھے، مگر اب سب کو یقین آگیا۔ بعد میں جب معلوم ہوا تو وہ آدمی جہاد کی غرض سے جنگ خیبر میں شامل نہ تھا بلکہ عورتوں کے طعنوں کیوجہ سے جنگ میں شریک ہوکر یہود کو قتل کر رہا تھا۔

کبھی رب العزت اس دین کی حفاظت ایک فاجر کے ہاتھ سے بھی کر دیتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا گیا ہے

ان اللہ لیؤید ھذا الدین بالرجل الفاجر ۔

ہمیں بھی چاہیئے کہ دین پر عمل کرنے کے مواقع اپنے ہاتھ سے ضائع نہ ہونے دیں۔ تو انشاء اللہ رب العزت ہماری بھی حفاظت فرمائیں گے۔